اسلامی تناظر میں زارعت کی اہمیت اور عہدِ فاروقی کی زرعی اصلاحات کا اجمالی جائزہ

An Overview of the Importance of Agriculture in the Islamic Context and the Agricultural Reforms of Farooqi's era

DOI: 10.5281/zenodo.7293842

*آسیہ حیات

**سیما حیات

***سبین الطاف

Abstract

Islamic Sharia's is the main source of guidance in all fields of human life. The Prophet ﷺ put the foundation of all systems in the light of Allah's orders. The Rashidun caliphs tried hard to improve these systems in their respective eras- The *era of the first caliph Abu Bakr Siddiq was spent in the midst of apostasy and the denial of zakat. While religion was strengthened during Umar Farooq's reig- during his time, he established the Police Department, Zakat Department and Agriculture Department and presented organized systems based on strong laws. The objectives of the economic system of Islam include the eradication of poverty and the provision of equal economic opportunities to all human beings- Islam emphasizes the creation of strategies that will eradicate poverty and fulfill the basic needs of all human beings- In this article under review, the importance and rules of the most important member of the economic system "Agriculture" will be explained and then Umar's agricultural reforms will be reviewed.*

Keywords: *Islamic Sharia's, Hazrat Umar Farooq, Agriculture, agricultural reforms.*

دین اسلام صرف اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان تعلق کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں زندگی کے تمام شعبۂ حیات کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ جب انسان نے اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر صرف اپنے عقل کی بنیاد پر کوئی نظام بنایا ہے ہے تو اس صورت میں اس کی ذاتی ملکیت سلب ہو کر رہ گئی ہے۔ اسلام زندگی کے ہر معاملہ میں امیانہ روی کا درس دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا﴾[1]

*ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی پشاور

**ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی پشاور

*** ویزٹینگ لیکچرر، UET, پشاور

ترجمہ: ''اور ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا''۔

شریعت اسلامی اس معتدل امت کیلئے مکمل نظام زندگی ہے اور بلاشبہ مکمل نظام زندگی پر مشتمل شریعت کیلئے یہ کسی طرح موزوں نہیں تھا کہ وہ زندگی کے اس مخصوص شعبے ''زراعت'' جو معاشی اساس ہے کے بارے میں ہدایات جاری نہ کرے۔

زراعت کی اہمیت

اسلام ایک ایسا کامل دین ہے، جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ پھر جو انسان کی شکم پری کا بڑا ذریعہ ہے اس کے بارے میں قرآن وحدیث میں ذکر موجود ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ -أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾[2]

ترجمہ: '' بھلا دیکھو! جو بیج تم بوتے ہو تو اس سے کھیتی تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں''۔

اس سے زیادہ فضیلت اور کیا ہو گی کہ جو بیج ہم زمین میں لگائیں اسے اگانے کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کیا ہے، یہ کام کسان کا اللہ پر توکل بھی ثابت کرتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾[3]

ترجمہ: '' ہم نے تمہیں زمین میں اختیار دیا اور تمہارے لیے اس میں سامان معیشت بنایا۔ مگر تم لوگ کم ہی شکر ادا کرتے ہو''۔

زمین ربّ الکریم کا انسان پر ایسا عطیہ ہے جو انسانوں کے دو بڑے فوائد کا ذریعہ ہے۔

- کاشتکاری یا زراعت
- رہائش یا سکونت

زراعت کی اہمیت وفضیلت سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے احادیث مروی ہے۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ»[4]

ترجمہ: '' کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام مبشر نامی انصاری صحابیہ کا لگایا ہوا کھجور کا درخت دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ»[5]

ترجمہ: ''جو مسلمان کوئی درخت لگائے پھر اس سے آدمی یا پرندے یا جانور کھائیں تو یہ سب کچھ اس کی طرف سے صدقہ میں لکھا جاتا ہے''۔

امام بخاری کی روایت کردہ حدیث میں مزید وسعت کے ساتھ لفظ'' او یزرع زرعا'' بھی موجود ہے یعنی کچھ بھی زراعت کرے چاہے باغ لگائے یا کھیتی کرے۔ تو اس سے جو بھی آدمی، جانور، فائدہ اٹھائیں اس کے مالک کے ثواب میں بطور صدقہ لکھا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: یعنی اس حدیث میں باغبانی اور زراعت اور زمین کو آباد کرنے کی فضیلت مذکور ہے۔

وہ کاروبار جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے یا اللہ کے فرائض میں سستی سے کام لے تو وہ کاروبار انسان کے لیے الٹا وبال جان بن جاتا ہے۔

یہی حال کھیتی اور کھیتی باڑی کرنے والے کی بھی ہیں۔ اس حالت میں کھیتی اور اس کے آلات کی مذمت بھی وارد ہے۔

ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

'' لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الذُّلَّ ''[6]

ترجمہ: '' جس قوم کے گھر میں یہ داخل ہو، اس گھر میں اللہ ذلت داخل فرماتا ہے''۔

بہر حال مسلمان کو دنیاوی کاروبار کے ساتھ ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا اور فرائض اسلام کو ادا کرنا ضروری ہے۔

احکامِ مزارعت

اسلام کے معاشی نظام کے مقاصد میں غربت کا خاتمہ اور تمام انسانوں کو یکساں معاشی مواقع فراہم کرنا شامل ہے۔ دینِ اسلام ایسی حکمت عملیاں بنانے کی تاکید کرتا ہے جس سے غربت کا خاتمہ ہو اور تمام انسانوں کی بنیادی ضروریات پوری ہو ۔ مزارعت و مساقاۃ Agricultural Tanacy،Sharecropping سرمایہ کاری کے ایسے معاہدے ہیں جن سے معاشرے کی پیداواری صلاحیتوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکتا اس لیے اس کے شرعی قوائد وضوابط کو جاننا بہت ضروری ہے۔

مزارعت

'' المزارعة، المعاملة على الارض ببعض مايخرج منها''[7]

ترجمہ: ''مزارعت سے مراد وہ معاملہ یا معاہدہ ہے جو زمین کی پیداوار سے کچھ حصہ پر زمین کی زراعت کیلئے کیا جائے۔''

اورالمخابرۃ سے بھی یہی مراد ہے اور کہا جاتا ہے کہ مسلمان جب خیبر کے یہودیوں پر غالب آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے خیبر کی زمینوں پر مزارعت کا معاہدہ کیا تو اسی کی مناسبت سے اس کا نام مخابرۃ ہو گیا تھا اور نہ دونوں میں اصلاً کوئی فرق نہیں۔

اسی طرح المساقاۃ آبپاشی Watering ہے اس میں مکمل زراعت نہیں بلکہ پہلے سے موجود کھجور یا دوسرے پھل دار درختوں میں پانی لگا کر کاشتکار مالک زمین سے طے کردہ حصہ وصول کرنے کا معاہدہ کرتا ہے۔

مزارعت اور فقہاء کی آراء

- ابو یوسف، محمد بن حسن، عامۃ المالکیہ والشافعیہ اور حنابلہ مزارعت کے جواز کے قائل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "مزارعت صرف نقود کے عوض درست ہے" جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے "مزارعت مساقاۃ کے ساتھ جائز ہے علیحدہ نہیں"۔[8] جمہور ائمہ مذاہب اربعہ اور ائمہ حدیث کے نزدیک مزارعت [بٹائی، مخابرہ] درست ہے، اختلاف بعض صورتوں میں ہے۔

قیس بن مسلم نے ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ:

"مدینہ میں کوئی ایسا مہاجر نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پر کاشت نہ کرتا ہو، علی، سعد بن مالک، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، القاسم، عروۃ، آل ابی بکر، آل عمر، آل علی اور ابن سیرین سب نے مزارعت کی اور عبدالرحمٰن بن اسود فرماتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کے ساتھ مل کر کاشت کاری کرتا تھا، اور عمرؓ نے لوگوں سے اس شرط پر مزارعت کرائی کہ اگر عمر بیج دیں تو پیداوار میں آدھا لیں گے اور اگر وہ [کاشتکار] بیج اپنا استعمال کریں تو وہ اتنا لیں گے"۔9

اس سے واضح ہوتا ہے صحابہ کرام کی کثیر تعداد مزارعت کی قائل تھی بلکہ ہجرت کی شروعات سے ہی باجازتِ رسول اللہ ﷺ انصار رضی اللہ عنہم کے ساتھ کاشتکاری کرتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انصار نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ ہمارے باغات ہم میں اور ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم کر دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا، فقال: تكفونا المئونة ونشرككم في الثمرة قالوا: "سمعنا وأطعنا" 10

ترجمہ: "نہیں" پھر انصار نے مہاجرین کو مخاطب کر کے کہا آپ باغات میں محنت کریں ہم پیداوار میں آپ کو شریک کرتے ہیں تو مہاجرین صحابہ نے فرمایا کہ: "ہمیں منظور ہے"۔

اور یہ معاہدہ انصار اور مہاجرین کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہوا تھا اگر جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ اسی مجلس میں انکار کر دیتے بلکہ اس کے بعد جب اسلام غالب آگیا اور خیبر فتح ہوا تو خیبر کی زمینیں اور باغات یہود کو مزارعت کیلئے دیئے گئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

"عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ" "11

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمینیں نصف پیداوار پر مزارعت کیلئے دیں۔

قائلین مزارعت کی سب سے بڑی دلیل یہی رسول اللہ کا فعل ہے اور چونکہ خود رسول اللہ ﷺ کی آخری عمر تک اور عہد ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما تک یہی معاملہ رہا تا آنکہ سیدنا عمرؓ نے یہود کو جلاوطن کر دیا"۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد زُفر نے مزارعت مساقاۃ (آبپاشی کیلئے) اور کراء الارض (ٹھیکے پر دینا) کو منع فرمایا ہے۔[12]

عہدِ فاروقی اور زرعی اصلاحات

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد حکومت میں ان کے دست راست تھے اس لئے ان کی خدمات اسی دور سے شروع ہو گئی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں حضرت ابو بکرؓ کی مصاحبت سے جو فیض ملا تھا اس کی وجہ سے رموز حکمرانی میں بڑے ماہر ہو گئے۔ 13ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رحلت کے بعد آپ خلیفہ مقرر ہوئے[13] ۔ حضرت عمرؓ نے اعلیٰ درجے کی سرگرمی اور بڑی دانشمندی سے آبپاشی اور زمینوں کو سیراب کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ سپہ سالاروں اور ملک کے افسران کے نام حکم نامے جاری کئے اور کہا کہ فتوحات سے اب ہاتھ اٹھاؤ اب تمہاری طرف یہ حکم صادر کیا جاتا ہے کہ پرامن آبادی میں کاشت کاری کی ترقی اور رفاہ عام کے اسباب جمع کئے جائیں اور رعایا کی توجہ سرسبزی کی طرف دلائی جائے۔ اس وقت داخلی طور پر حالات بڑے پرامن تھے اور دور دراز کے علاقوں میں اسلامی سلطنت کی یورش زوروں پر تھی۔ آپ نے ان مہمات سے واپس آتے ہی سب سے زیادہ اسی پر توجہ دی۔ عراق کا سرسبز و شاداب زمین کا ایک بڑا حصہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سلطنت اسلامی کی حدود میں شامل ہو چکا تھا۔[14]

زراعت اور کاشت کاری

امیر المومنین حضرت عمرؓ کاشت کاری کی اہمیت کے پیش نظر اپنے افراد کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے قیدیوں کے متعلق ارشاد فرمایا: تحقیقات کر کے کاشتکار و زراعت پیشہ افراد کو سب سے پہلے رہا کرو اور یہ عام قیدیوں سے صرف کاشت کاروں کی فوری رہائی کا بندوبست اس لئے فرمایا جا رہا ہے کہ ملک کی عوامی فلاح کا دارومدار اجناس و غلہ کی عام پیداوار پر ہے۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں ظبیان نامی شخص سے متعلق درج کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم کو کس قدر وظیفہ ملتا ہے انہوں نے جواب دیا۔ اڑھائی ہزار درہم آپ نے فرمایا:

"یا ابا ظبیان اتخذ من الحرث." [15]

"اے ابو ظبیان (وظیفہ پر بھروسہ کرنے کی بجائے) کاشت کاری کو اپنا لو"۔

بنجر زمینوں کی آباد کاری

آپؓ کے عہد میں بے آباد اور بنجر زمینوں کی آباد کاری کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تحریک بڑے موثر طریقہ سے شروع ہوئی۔ آپ نے اعلان کیا کہ زمانہ قدیم سے افتادہ چلی آنے والی زمینیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہیں پھر یہ ان کی جانب سے تمہارے لئے ہیں۔ پس جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اس کی ہو گئی اور صرف احاطہ بندی کرنے والے کا تین سال بعد کوئی حق

باقی نہ رہ جائے گا۔ جو تین سال تک کسی قبضہ میں لی گئی زمین کو کاشت نہیں کرے گا، وہ اس سے چھین لی جائے گی۔ جہاں جہاں رعایا گھر بار چھوڑ کر نکل گئی تھی ان کے لئے یہ اشتہار دیا کہ وہ واپس آ کر انہیں زمینوں کو کاشت کریں۔ آپ نے حکومت کی طرف سے مفتوحہ علاقوں میں نہریں کھدوائیں، بند باندھے اور پانی کو تقسیم کرنے اور نہروں کے نکالنے کے انتظام کے لئے باقاعدہ محکمہ آبپاشی قائم کیا۔

علامہ مقریزی نے لکھا ہے:

> ''کہ صرف مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور روزانہ آبپاشی کے اس کام میں لگے رہتے۔ یہ تمام مصارف بیت المال سے ادا کئے جاتے تھے۔ نورستان اور اہواز کے اضلاع میں جز بن معافیہ نے آپ کی اجازت سے بہت نہریں کھدوائیں جن سے بہت سی افتادہ زمینیں آباد ہوئیں''۔[16]

کاشتکاروں میں بے آباد زمینوں کی تقسیم

اسلام میں چونکہ زمین کا آباد ہونا اصل مقصد ہے۔ اس حوالے سے حضرت عمرؓ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ جب بعض غریب کاشتکاروں نے بے آباد زمینوں کو آباد کیا۔ تو ان زمینوں کے اصل مالکان حضرت عمرؓ کے پاس نالش کے لئے آگئے تو اس پر آپ نے فرمایا:

> ''تم لوگوں نے اب تک اپنی زمینوں کو غیر آباد چھوڑے رکھا۔ اب ان لوگوں نے جب اس کو آباد کر لیا ہے تو تم ان کو ہٹانا چاہتے ہو۔ مجھے اگر اس امر کا احترام پیش نظر نہ ہوتا کہ تم سب کو حضور ﷺ نے جاگیریں عنایت کی تھیں تو تم کو کچھ نہ دلاتا۔ اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی آبادکاری کا معاوضہ اگر تم دے دو گے تو زمین تمہارے حوالے ہو جائے گی اور اگر ایسا نہ کر سکے تو زمین کے غیر آباد کی حالت کی قیمت دے کر وہ لوگ اس کے مالک بن جائیں گے''۔[17]

اور ان لوگوں کو مزید فرمایا:

> ''وان شئتم ردوا علیکم ثمن ادیم الارض ھی لھم''.[18]
>
> ''اگر تم چاہتے ہو کہ وہ تم کو زمین کی قیمت لوٹا دیں تو وہ (زمین) ان کی ہو گی''۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عام حکم دیا کہ جس شخص نے تین برس کسی زمین کو بے آباد رکھا تو جو شخص بھی اس کے بعد اس کو آباد کرے گا اس کی ملکیت تسلیم کر لی جائے گی۔

اس حکم کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بکثرت بیکار زمین و مقبوضہ زمینیں آباد ہو گئیں۔ امام ماوردی احکام السلطانیہ میں لکھتے ہیں کہ قبیلہ مزینہ کے لوگوں کی جاگیریں یونہی پڑی تھیں۔ جس کی شکایت لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کی آپ نے فرمایا:

> ''جو شخص تین برس تک اپنی زمین یونہی چھوڑے رکھے اور دوسرا کوئی شخص آباد کر لے تو یہ دوسرا ہی اس زمین کا حق دار ہو جائے گا''۔[19]

کاشت کاروں کو معاوضہ کی ادائیگی

فوج کا کام ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے مگر دوران سفر فوج کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں کہ اس کی وجہ سے لوگوں کو نقصان پہنچے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ:

"اتی عمر رضی الله عنه رجل فقال: یا امیرالمومنین زرعت زرعا فمر به جیش من اهل الشام فافسدوه. قال: فعوضة عشرة الاف". [20]

"ایک کاشتکار حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین میں نے کھیتی بوئی تھی۔ شام والوں کا ایک لشکر وہاں سے گزرا اور اس نے کھیتی کو پامال کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر حضرت عمرؓ نے بیت المال سے دس ہزار درہم بطور معاوضہ دلوائے"۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں عراق، شام اور مصر کی فتوحات کے بعد زرعی اصلاحات کیں۔ کوئی بھی ذی شعور زراعت کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ تمام اقوام کی تاریخ میں یہ حقیقت مشترک ہے کہ کوئی بھی ملک زراعت کو ترقی دیئے بغیر ترقی اور خوشحالی کی منازل کو نہیں چھو سکتا۔ اسی طرح کسی بھی ملک میں زراعت اور کاشتکار ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتے ہیں۔ زراعت سے صنعت و تجارت کو خام مال دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح صنعت و تجارت کی ترقی کے لئے بھی زراعت بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔[21]

شاہ ولی اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں:

"فانهم ان کان اکثرهم مکتبین بالضاعات والسیاسیة البلدة والقلیل منهم مکتبین بالرعی والزراعة فسد حالهم في الدنیا". [22]

ترجمہ: " اگر کسی شہر کے باشندے کثرت کے ساتھ صنعتوں اور ملکی سیاست میں مشغول ہو جائیں اور ان میں سے بہت تھوڑے لوگ مویشی چرانے اور زراعت کے پیشہ سے منسلک ہوں تو دنیا میں ان کی حالت خراب ہو جائے گی"۔

مذکورہ بالا اہمیت زراعت کو مد نظر رکھتے ہوئے اکثر فقہاء نے حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور عمل مبارک کے تحت زراعت کے پیشے کو فرض کفایہ کا درجہ دیا ہے مثلاً عبدالرحمن الجزیری لکھتے ہیں:

"اما الزرع فی ذاته سواء کان مشارکة اولا فهو فرض کفایة لاحتیاج الانسان والحیوان الیه". [23]

"ترجمہ: جہاں تک زراعت کا تعلق ہے خواہ یہ شرکت سے وجود میں آئے یا بغیر شرکت کے اپنی ذات میں فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ انسان اور حیوان سبھی اس کے محتاج ہیں"۔

حواشی و حوالاجات

1 سورۃ البقرۃ: 143۔

2 سورۃ الواقعہ: 64، 63۔

3 سورۃ الاعراف: 10۔

4 البخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم و صحیح بخاري، باب فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ، دار طوق النجاۃ، ج3، ص3 10، رقم الحدیث: 2320۔

5 النیشاپوری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي — بیروت، باب فضل الغرس والزرع، ج3، ص1188، رقم الحدیث: 7۔

6 *صحیح بخاری، باب ما یحذر من عواقب الاشتغال بآلۃ الزرع أو مجاوزۃ الحد الذي أمر بہ، ج3، ص103، رقم الحدیث: 2321۔*

7 سید سابق، فقہ السنۃ، دار الکتاب العربي، بیروت — لبنان، 1397ھ - 1977 م، ج3، ص162۔

8 الشافعي، أبو عبداللہ محمد بن إدریس بن العباس، الأم، دار المعرفۃ — بیروت، 1410ھ/1990م، ج7، ص 187۔

9 صحیح بخاری، باب المزارعۃ بالشطر، ج3، ص 104۔ النووي، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج دار إحیاء التراث العربي — بیروت، 1392، باب المساقاۃ والمعاملۃ بجزء من الثمر والزرع، ج5، ص453

10 الشوکانی، محمد بن علي بن محمد بن عبداللہ، نیل الأوطار، دار الحدیث، مصر، 1413ھ - 1993م، *باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ، ج6، ص13*۔

11 صحیح بخاری، بَابُ المُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ، ج3، ص104، رقم الحدیث: 2328۔

12 نیل الأوطار، ج6، ص14۔

13 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، مکتبہ نزار مصطفی الباز، سعودی عرب، 1425ھ، 2004ء، ج1، ص88۔

14 ابن سعد، ابو عبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار الکتب علمیہ، بیروت، 1410ھ، 19190ء ج2، ص233۔

15 البخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، الادب المفرد، دار البشائر اسلامیہ، بیروت، 1409ھ، 1989ء، باب الایل عزلاھلھا، ج1، ص202، رقم الحدیث: 576۔

16 المقریزی، تقی الدین احمد بن علی بن عبدالقادر، الضوالساری، مخطوطہ، ج1، ص23۔

17 السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰان بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، ج1، ص115،

18 ابن زنجویہ، ابو احمد حمید بن مخلد بن قتیبہ، الاموال لابن زنجویہ، الدراسات الالسلامیہ، السعودیہ، 1406ھ، 1986ء، باب احیاء الارض واحیازھا، ج2، ص643، رقم الحدیث: 1062۔

19 ابن زنجویہ، ابو احمد حمید بن مخلد بن قتیبہ، الاموال لابن زنجویہ، باب احیاء الارض واحیازھا، ج2، ص643، رقم الحدیث: 1062۔

20 ابن شیبہ، ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، مکتبہ الشد، ریاض، 1409ھ، ج7، ص175، رقم الحدیث: 35100۔

21 ابن زنجویہ، ابو احمد حمید بن مخلد بن قتیبہ، الاموال لابن زنجویہ، باب احیاء الارض واحیازھا، ج2، ص643، رقم الحدیث: 1062۔

22 الدھلوی، شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، دار الجیل، بیروت، لبنان، 1426ھ، 2005ء، باب من ابواب ابتغا الرزق، ج2 مص 163۔

23 الجزری، عبدالرحمٰن بن محمد عوض، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، دار الکتب علمیہ بیروت، 1424ھ، 2003ء، باب حکم المزارعۃ ورکنھا وشروطھا وما یتعلق بذلک، ج3، ص15۔